۲۳

بہائیت کی حقیقت

(فرمودہ ۱۶۔ اگست ۱۹۲۹ء بمقام سرینگر۔ کشمیر)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

خطبہ جمعہ کی غرض ان امور کے متعلق ہدایات دینا ہوتی ہے جو ان ایام میں یا اس مقام میں جہاں خطبہ پڑھا جائے توجہ کے قابل سمجھے جائیں۔ بعض باتیں بعض ایام میں زیادہ اہمیت رکھتی ہیں تو بعض دوسری باتیں دوسرے ایام میں قابلِ توجہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض امور ایک خاص مقام میں اہمیت رکھتے ہیں تو بعض اور دوسرے مقامات میں ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں آنے پر مجھے ایک معاملہ جس کو پنجاب میں اِن دنوں ہم کچھ بھی اہمیت نہیں دیتے معلوم ہوا اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کی وجہ یہاں یہ ہے کہ اس امر کی حقیقت سے لوگ یہاں واقف نہیں اور وہ بابیت یا بہائیت کا فتنہ ہے۔ یہاں چونکہ علم کم ہے باہر کے لوگوں سے میل جول کم ہوتا ہے یہاں کوئی ایسی لائبریری نہیں جس سے علم حاصل کرنے میں مدد مل سکے اس لئے اس مذہب کی کتابوں اور اس کی باتوں سے لوگ ناواقف ہیں اس سے بھی زیادہ اس معاملہ میں اس بات کو دخل ہے کہ بابی یا بہائی اپنی اصل کتابوں کو چُھپاتے ہیں اور جہاں تک ہوسکتا ہے دوسروں کو نہیں دکھاتے ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ چند آسان اور عام باتیں لوگوں کے سامنے اپنے مذہب کے اصول کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مذہب کا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے عقائد اور اصول لوگوں کے سامنے پیش کرے اور ان کی اشاعت کرے۔ قرآن کریم کا نام ہی خدا تعالیٰ نے قرآن رکھا ہے یعنی پڑھی جانے والی

کتاب۔ دوسری جگہ آتا ہے فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ[1] یہ ایسی کتاب ہے جو پھیلا دی جائے گی۔ پھر قرآن کا نام فاتحہ رکھا یعنی یہ کھلی کتاب ہے جو چاہے اسے دیکھے اور پڑھے۔ غرض خدا تعالیٰ کی طرف سے جو تعلیم ہوا سے چھپایا نہیں جاتا۔

بعض واقعات اور بعض باتیں خاص مصلحتوں کے ماتحت پوشیدہ رکھی جاسکتی ہیں مگر تعلیم نہیں چُھپائی جاتی۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کے متعلق خیالات اچھے نہ ہوں مگر اس کے سامنے اس لئے نہ ظاہر کئے جائیں کہ اس کا دل دُکھے گا یہ ناجائز نہیں۔ لیکن یہ کہ دنیا کو گمراہ سمجھا جائے اور اپنا مذہب سچا اور گمراہی سے بچانے والا بتایا جائے لیکن اسے پیش نہ کیا جائے یہ ناجائز ہے کیونکہ اس تعلیم کو جس کے متعلق یہ دعویٰ ہو کہ خدا کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے آئی ہے چُھپانے کے معنے لوگوں کو ان کی غلطیوں پر آگاہ نہ کرنا ہے۔ اپنے مذہب کی تعلیم کو بہائیوں کے چُھپانے کی یہ وجہ ہے کہ تفصیلات میں جانے سے ایسے اعتراضات پڑتے ہیں جن کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں اس لئے وہ زبانی تو بڑھ بڑھ کر باتیں بنائیں گے لیکن تفصیلی تعلیم نہ پیش کریں گے۔ وہ یہ تو کہیں گے کہ سب کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے' سب کو متحد ہو جانا چاہئے' عورتوں کو حقوق دینے چاہئیں' سچ بولنا چاہئے۔ اس قسم کی عام باتیں جب کوئی سنتا ہے تو سمجھتا ہے کیا اچھی تعلیم ہے حالانکہ یہ ایسی باتیں ہیں جو سب مذاہب میں پائی جاتی ہیں۔ کوئی مذہب ایسا نہ ملے گا جس میں یہ کہا گیا ہو کہ جھوٹ بولنا چاہئے' لوگوں سے بدسلوکی کرنی چاہئے' عورتوں پر ظلم کرنا چاہئے۔ یہ باتیں تو ایسی ہیں جنہیں سب مذاہب نے بُرا قرار دیا ہے۔ اگر کوئی مذہب اتنا ہی کہتا ہے تو اس سے اس کی تعلیم کی خوبی نہیں ثابت ہوسکتی۔ خوبی اور عمدگی تفصیلات سے معلوم ہوسکتی ہے جب یہ دیکھا جائے کہ ان باتوں کو عمل میں لانے کا کیا طریق اور کیا صورت بتائی جاتی ہے۔ پس اعتراضات تفصیلات پر پڑتے ہیں اور یہ بہائی پیش نہیں کرتے۔ یہ تو کوئی مذہب نہ کہے گا کہ فریب اور دھوکا کرنا چاہئے مگر جب تفصیل میں جائیں تو کئی باتیں اس مذہب میں ایسی پائی جائیں گی جو فریب اور دھوکا ہونگی۔ پس تفصیل کے بغیر کسی مذہب کی اصلیت اور حقیقت معلوم نہیں ہوسکتی۔ مثلاً کسی عیسائی سے پوچھو کہ تمہارے مذہب میں ظلم کرنا جائز ہے تو وہ کہے گا قطعاً نہیں ہمارے مذہب میں بڑی سختی کے ساتھ اس سے روکا گیا ہے۔ یہ جواب سن کر اگر کوئی شخص کہنے لگے یہ غلط کہا جاتا ہے کہ عیسائیت میں ظلم کی تعلیم ہے عیسائی تو اس کا انکار کرتے اور اس کی بجائے

اپنے مذہب میں انصاف کی تعلیم بتاتے ہیں تو یہ غلط ہوگا کیونکہ جب اس مذہب کی تفصیل میں جائیں گے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ خداوند خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو جو بالکل بے گناہ تھا لوگوں کے گناہوں کے بدلے قربان کر دیا۔ یہ بات تفصیل کے ساتھ دیکھنے سے معلوم ہوگی یوں نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی عیسائی سے پوچھو کہ یسوع مسیح کے حواری کیسے تھے؟ تو وہ کہے گا بڑے نیک، بڑے اعلیٰ پایہ کے اور یسوع مسیح کے بڑے جان نثار تھے۔ یہ سن کر اگر کہا جائے وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کے حواریوں نے ان سے دھوکا کیا اور مصیبت کے وقت غداری کی، غلط کہتے ہیں۔ تو یہ کہنے والے کی غلطی ہوگی کیونکہ جب تفصیل میں جائیں گے تو معلوم ہوگا کہ ایک بڑے مقرب حواری پطرس نے ایک رات میں مرغ کے اذان دینے سے پہلے پہلے تین دفعہ حضرت مسیح کا انکار کیا اور بہت سخت الفاظ استعمال کئے۔ اسی طرح اگر پوچھو انجیل سے پتہ لگتا ہے کہ یسوع مسیح اور ان کے حواریوں نے کسی کا مال ناجائز طور پر کھایا؟ تو عیسائی کہیں گے توبہ توبہ یہ بالکل غلط ہے۔ لیکن جب انجیل پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ یسوع مسیح اور ان کے حواری ایک کھیت میں سے گذرے جس میں سے دانے کھاتے گئے۔ ہم چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں اس لئے ایسی باتوں کو غلط سمجھتے ہیں مگر انجیل یہ کہتی ہے خواہ عیسائی زبانی طور پر نہ مانیں۔

اسی طرح اگر کسی عیسائی سے پوچھو کہ یسوع مسیح گالیاں دیا کرتے تھے؟ تو وہ قطعاً انکار کرے گا۔ مگر جب انجیل کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا انہوں نے اپنے مخالفوں کو حرامکار اور بدکار وغیرہ کہا ہے۔ تو کسی بات کی حقیقت کا پتہ تفصیل سے لگتا ہے زبانی خلاصہ جو سنایا جائے اس سے اصلیت معلوم نہیں ہوسکتی۔ بہائیوں کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ وہ زبانی بتائیں گے عورتوں سے اچھا سلوک کرنا چاہئے، لوگوں سے محبت اور پیار سے پیش آنا چاہئے، ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا چاہئے اس قسم کی باتیں سننے والا کہے گا کیا اچھی اور کتنی اعلیٰ تعلیم ہے۔ لیکن جب ان کی کتابیں پڑھو گے تو معلوم ہوگا باب سے ایک شخص نے کوئی مسئلہ پوچھا تو اس نے اسے سونٹا مارا۔ یہ بات کسی مخالف کی لکھی ہوئی نہیں ان کے اپنے مرید کی لکھی ہوئی ہے اور اسے بطور تعریف اس نے پیش کیا ہے کہ ایک دفعہ باب کو ایسا جلال آیا کہ انہوں نے سونٹا دے مارا۔ اسی طرح وہ یوں تو نہیں کہتے کہ محرمات سے نکاح جائز ہے لیکن جب اس کے متعلق ان کے تفصیلی احکام دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ سوائے ماں کے اور کسی کو محرمات میں سے قرار نہیں دیا گیا۔ غرض

تفاصیل سے حقیقت کا علم ہو سکتا ہے مگر بہائی کوشش کرتے ہیں کہ کوئی ان کے مذہب کی تفصیلات سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اور وہ اپنی کتب جن پر اس مذہب کی بنیاد ہے چُھپائے رکھتے ہیں۔ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو اپنی مذہبی کتب کو ان کی طرح چھپائے۔ عیسائی انجیل کو بڑی کثرت کے ساتھ پھیلاتے ہیں۔ ہندو ویدوں کے پڑھنے سے غیر ہندوؤں کو منع کرتے ہیں مگر انہوں نے ویدوں کو چھپایا ہوا نہیں اور آریہ تو کھلے طور پر ان کے پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں مگر بہائی اپنی مذہبی کتب کو چُھپاتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی کتابوں کا مہیا ہونا مشکل ہے اور یہاں تو اور بھی مشکل ہے کیونکہ علم بہت کم ہے۔ کوئی اچھی لائبریری نہیں۔ ہمیں بھی ان لوگوں کی کتب مہیا کرنے میں دقتیں پیش آئی تھیں۔ جب ۱۹۲۴ء میں قادیان میں یہ فتنہ پیدا ہوا اور ایک شخص نے جو مخفی طور پر بہائی تھا اوروں کے عقائد بگاڑنے چاہے تو اس وقت ہم نے بہائیوں کو بڑی بڑی رقمیں پیش کیں مگر انہوں نے کتابیں نہ دیں۔ آخر ہم نے ہندوستان سے باہر کے علاقوں سے تلاش کرائیں اور اب ان کی قریباً ساری کتابیں جمع کر لی ہیں۔ ایک کتاب جسے مخفی رکھنے کی خاص کوشش کرتے ہیں اور جو باب کی کتاب ''البیان'' فارسی ہے اس میں بہائیوں کے خلاف بہت کچھ مسالا ہے۔ جب میں ولایت گیا تو بہائیوں کی حالت دیکھنے کے لئے ہجہ بھی گیا وہاں سے وہ کتاب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مل گئی۔

مجھے معلوم ہوا ہے یہاں ایک شخص کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں بہاء اللہ کو پیش کیا جاتا اور بتایا جاتا ہے کہ ان کے ماننے والے بہت ترقی کر رہے اور بڑی طاقت حاصل کر رہے ہیں اور بہت تھوڑے عرصہ میں احمدیت کے مقابلہ میں وہ کامیاب ہو جائیں گے حتّٰی کہ کہا گیا ہے بہائی احمدیوں سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ قادیانیت بہائیت کے مقابلہ میں تباہ ہو جائے گی حالانکہ احمدیت کے مقابلہ میں بہائیت کی حقیقت نہایت آسانی کے ساتھ معلوم کی جاسکتی ہے۔ ایک موٹی سی بات ہے اور وہ یہ کہ بہائیت قریباً پچاس ساٹھ سال سے شام میں قائم ہے جہاں ان کا مرکز ہے وہاں میں ہو آیا ہوں۔ بہائی عکّہ کو جو شام میں واقع ہے اپنا مرکز قرار دیتے ہیں مگر دراصل ان کا یہ مرکز نہیں یہ صرف بائیبل کی چند پیشگوئیاں اس مقام کے متعلق بتانے کے لئے مرکز قرار دیا جاتا ہے۔ دراصل ایک مقام ہجہ ہے جہاں یہ رہتے ہیں عکّہ میں نہیں رہتے۔ ہجہ میں ان کے گھر موجود ہیں وہیں ان کی

رہائش ہے۔ اس کی تصدیق وہاں کی گورنمنٹ کے ذریعہ کرائی جاسکتی ہے۔ عکّہ میں چند آدمی ان کے ہم خیال ہیں اور حیفا جہاں شوقی آفندی بہاء اللہ کا نواسہ رہتا ہے وہاں کے متعلق ان کا اپنا بیان تھا کہ یہاں چالیس پچاس آدمی ان کے ہم خیال ہیں اور دوسرے لوگوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا زیادہ سے زیادہ پندرہ سولہ ہونگے۔ یہ ان کی پچاس سالہ کامیابی کا نتیجہ ہے لیکن اس کے مقابلہ میں قادیان میں اڑھائی ہزار کے قریب ایسے لوگ ہیں جو اپنے وطنوں کو چھوڑ کر وہاں آبسے ہیں اور اگر حیفا ہی کو لے لیا جائے تو وہاں ہمارا مبلّغ رہتا ہے جس نے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اسّی کے قریب لوگوں کو احمدیت میں داخل کیا ہے۔ ادھر بہائیوں کی یہ حالت ہے کہ پچاس سال میں پندرہ سولہ سے زیادہ ان کی تعداد نہیں۔

لیکن اپنی تعداد کو بڑھا کر دکھانے کے متعلق ان کا طریق یہ ہے کہ براؤن جو نیم بہائی تھا۔ مگر بعد میں بہائیت سے بیزار ہو گیا اس نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ خیر اللہ امریکہ میں پچپن لاکھ بہائی بیان کرتا ہے اور اس قسم کا اعلان تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ شکاگو میں تیس ہزار بہائی ہیں۔ میں نے جب مولوی محمد الدین صاحب کو وہاں مبلّغ بنا کر بھیجا تو انہیں لکھا وہاں سے معلوم کر کے بتائیں کہ بہائیوں کی کتنی تعداد ہے۔ ان کا جواب آیا میں ان کی تلاش میں ہوں جب پتہ ملا اطلاع دوں گا آخر دو تین ماہ کے بعد ان کی چٹھی آئی جس میں انہوں نے لکھا بڑی تلاش اور تجسّس سے ایک آدمی ملا ہے اور وہ بھی متردّد سا ہے۔

یورپ کے سفر میں مَیں نے ایک تصویر دیکھی۔ یہاں بھی جو احمدیت پر بہائیت کو ترجیح دینے والے ہیں ممکن ہے ان کے پاس ہو وہ شکاگو کے مشرق الاذکار کی تصویر ہے۔ مشرق الاذکار یہ اپنی عبادت گاہ کو کہتے ہیں یہ تصویر اتنی عالیشان ہے کہ بڑی بڑی عمارتیں بھی اس کے مقابلہ میں حقیر دکھائی دیتی ہیں اس تصویر سے یہ اثر ڈالا جاتا ہے کہ گویا ان کے ہم خیالوں کی شکاگو میں اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ ایسی عالیشان عمارت جس میں باغ اور فوارے نظر آتے ہیں انہوں نے بنائی ہے۔ سکاٹ لینڈ کا ایک لکھ پتی جہاز میں ملا اس کا نوجوان لڑکا بھی ساتھ تھا اس نے کہا کیا ہندوستان کے بہائی دولتمند اور مالدار نہیں ہیں؟ میں نے کہا وہاں تو شاذ و نادر کوئی بہائی ہوگا۔ اس نے کہا ہم نے تو سنا ہے وہاں لاکھوں بہائی ہیں میں نے کہا ہمیں یہ بتایا جاتا ہے امریکہ میں لاکھوں بہائی ہیں۔ کہنے لگا امریکہ میں تو نہیں ہمیں بتایا جاتا ہے ہندوستان میں لاکھوں ہیں۔ اس طرح معلوم ہوا بہائی

دوسروں پر اپنا رُعب ڈالنے کے لئے امریکہ میں تو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں لاکھوں بہائی ہیں اور ہندوستان میں کہتے ہیں امریکہ میں لاکھوں ہیں۔ اس نوجوان نے بتایا بہائیوں نے ہمارے محلہ میں اپنی عبادت گاہ کی بنیاد کھودی تھی مگر ابھی تک بنی نہیں۔ کیا ہندوستان میں مالدار بہائی نہیں کہ روپیہ بھیج کر اسے بنائیں۔ میں نے کہا ہم نے تو اس عبادت گاہ کی بڑی شاندار تصویر دیکھی ہے کیا وہ بنی نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔

غرض ان لوگوں کا یہ طریق ہے کہ بات کچھ نہیں ہوتی مگر یہ اسے بڑھا کر کچھ کا کچھ دکھاتے ہیں۔

ایران میں بھی ہم نے ان کی تعداد معلوم کرائی۔ جہاں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ لکھو کھہا ہیں۔مگر وہاں دو اڑھائی ہزار سے زیادہ معلوم نہیں ہوئے۔ دراصل اس فرقہ کی بنیاد قرامطیہ فرقہ کی طرح کی ہے کہ یونہی باتیں اُڑاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جب قادیان میں ان کی شرارت کا پتہ لگا اور میں نے ان کے متعلق کارروائی کرنی چاہی تو حکیم ابو طاہر صاحب جو کلکتہ کے روساء میں سے ہیں اور اچھا اثر رکھنے والے ہیں اور وہاں کی جماعت احمدیہ کے امیر ہیں۔ ان سے محفوظ الحق علمی کے تعلقات تھے۔ یہ وہ شخص تھا جو چند سال سے ہی احمدی کہلاتا تھا اس کی ایک کتاب دیکھی گئی جس میں اس نے ۱۹۲۲ء سے احمدیت کے خلاف اور بہائیت کی تائید میں نوٹ لکھے ہوئے تھے۔ یہ جب احمدی ہوا اُسی وقت میرے پاس چٹھی آئی تھی کہ اس سے ہوشیار رہنا چاہئے لیکن میں نے سمجھا چونکہ یہ احمدی ہوا ہے۔ کسی نے دشمنی سے اس کے متعلق لکھا ہے مگر بعد میں معلوم ہوا اس کی غرض احمدی ہونا نہ تھی بلکہ احمدی کہلا کر بہائیت کی تبلیغ کرنا تھی۔ حکیم ابو طاہر صاحب سے وہ بہائیت کے متعلق بھی باتیں کیا کرتا اور ساتھ ہی کہتا کسی سے ان باتوں کا ذکر نہ کیا جائے یہاں کے لوگ ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ جب یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ محفوظ الحق بہائی ہے اور میں نے اس کے متعلق اعلان کرنا چاہا تو حکیم ابو طاہر صاحب کا میرے پاس پیغام آیا جو انہوں نے بہت گھبراہٹ کی حالت میں بھیجا کہ اگر علمی کی علیحدگی کا اعلان کیا گیا تو جماعت کا ایک بہت بڑا آدمی بھی فوراً علیحدہ ہو جائے گا۔ میں نے جب اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ حافظ روشن علی صاحب ہیں۔ دین کے معاملہ میں تو کسی کی پرواہ نہیں کی جا سکتی۔ میں نے کہا اگر حافظ صاحب بھی جانا چاہیں تو جائیں۔ مگر یہ بات ہی بالکل غلط نکلی۔ دراصل وہ یونہی کہتے رہے

کہ حافظ صاحب ان کے ہم خیال ہیں تا کہ دوسروں پر اثر ڈالیں اور پھر تو انہوں نے یہاں تک کہا کہ قادیان میں کئی سَو بہائی ہیں اور یہ بھی کہا کہ میرا ایک قریبی رشتہ دار بھی ان کا ہم خیال ہے۔ اس طرح انہوں نے یہ بتانا چاہا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ان کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ اندر سے کھوکھلا ہو چکا ہے اور بہت سے لوگ ان کے خیالات کو سچا سمجھنے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ تھا۔

غرض ان لوگوں کی یہ عادت ہے اور اس طرح یہ اپنا اثر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کوئی کہہ دے کہ ممکن ہے یہ باتیں غلط ہوں اس لئے میں تحریری ثبوت دیتا ہوں۔ ''مقالہ سیاح'' بہائیوں کی ایک کتاب ہے۔ وہ اس طرح لکھی گئی ہے کہ گویا ایک اجنبی نے لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے میں نے بہائیوں کے حالات دیکھے۔ فلاں واقعہ یوں ہوا اور فلاں واقعہ میرا چشم دید ہے۔ بعض واقعات اس نے پرانے بھی لکھے ہیں لیکن بعض کو اپنا چشم دید بتاتا ہے۔ ایک ناواقف شخص اس کتاب کو پڑھ کر سمجھتا ہے کہ ایک غیر جانبدار لکھ رہا ہے یہ باتیں سچی ہی ہونگی ورنہ اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ جھوٹی باتیں بیان کرے۔ مگر وہ کتاب خود بہاء اللہ کے بیٹے عبدالبہاء کی لکھی ہوئی ہے۔ براؤن نے اسے شائع کیا اور بعد میں بتادیا کہ عبدالبہاء نے لکھ کر دی تھی کہ اسے شائع کر دیا جائے جب اس شخص کی یہ حالت ہو جو بہاء اللہ کا جانشین ہوا اور جسے یہ لوگ مسیح کہتے ہیں کہ خود ایک کتاب لکھتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ کسی اجنبی نے لکھی اور بعض واقعات جنہیں وہ اپنا چشم دید بتاتا ہے ایسے ہیں جو اس کی پیدائش سے بھی پہلے کے ہیں تو دوسروں کی کیا حالت ہوگی۔ ان کی ایک اور کتاب ہے جس کا لکھنے والا اپنے آپ کو عیسائی یورپین اور فرانسیسی بتاتا ہے اور کہتا ہے مجھے مسلمان اور بہائی بنانے کی کوشش کی گئی مگر مجھے کسی سے کوئی تعلق نہیں میں ایک غیر جانبدار کے طور پر لکھ رہا ہوں مگر بعد میں اعلان کیا گیا کہ وہ کتاب فلاں بہائی نے لکھی ہے۔ وہ ایک پارسی مانک جی کا سیکرٹری تھا جو ایرانی اور بہائی تھا۔

غرض بنیاد ہی اس قوم کی محض غلط بیانی پر ہے۔ یہ لوگ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جن میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی اور بعض یورپین لوگوں نے تو لکھا ہے کہ بعض کتابیں جو بہائیت کی تردید میں مسلمانوں کی طرف سے بتائی جاتی ہیں وہ مسلمانوں نے نہیں لکھیں بلکہ خود بہائیوں نے ہی لکھی ہیں۔ اس کے متعلق میں مثال سے سمجھاتا ہوں۔ مثلاً ایک کتاب پر لکھا ہو حفظ الرحمٰن مسلمان نے لکھی مگر اس کے اندر یوں لکھا ہو کہ اعتراض کیا جاتا ہے اسلام کی رو سے عورتوں میں

روح نہیں مانی جاتی اور اس کا جواب یہ دیا جائے اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اس طرح اسلام کی طرف سے لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کیونکہ جب پڑھنے والا دیکھتا ہے کہ اسلام کی طرف سے جواب دینے والا ایک مسلمان اس قسم کی باتیں اسلام میں مانتا ہے تو معلوم ہوا اسلام میں ضرور ایسی باتیں پائی جاتی ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اسلام قطعاً یہ نہیں کہتا کہ عورتوں میں روح نہیں بلکہ اسلام مردوں اور عورتوں میں ایک جیسی روح قرار دیتا ہے۔ غرض اسلام کی طرف سے ایسے جواب دیئے جاتے ہیں جو بالکل جھوٹے اور غلط ہوتے ہیں اور اس طرح لکھایا جاتا ہے کہ اسلام بہائیت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس قسم کی بعض کتابیں عیسائیوں نے بھی شائع کی ہیں لیکن بہائیوں نے تو حد کر دی ہے۔ یہ طریق ہے ان لوگوں کا اور اس کے تحریری ثبوت موجود ہیں۔ اب تک بھی یہ لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔ ایک شخص مہر محمد کو جو قادیان میں رہتا تھا اسی وجہ سے دھوکا لگا اُس نے میرے سامنے تو نہیں لیکن دوسروں نے بتایا ''مقالہ سیاح'' کی عبارت پڑھ کر سنائی اور کہنے لگا دیکھو ایک غیر جانبدار کیا لکھتا ہے حالانکہ وہ ایک بہائی کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ ایسی بات ہے جیسے میں خود ایک کتاب لکھوں مگر اس کے اوپر یہ لکھ دیا جائے کہ مسٹر مارٹن نے لکھی ہے اور اس میں اپنی اور اپنی جماعت کی تعریف ہو۔ اس کتاب کا پڑھنے والا یہی سمجھے گا کہ ایک غیر متعلق اور غیر جانب دار تعریف کر رہا ہے لیکن دراصل وہ اپنی تعریف اپنی ہی زبانی ہوگی۔ یہ ہے ان لوگوں کی اخلاقی اور مذہبی حالت۔

باقی رہا مذہب کا مقابلہ بعض لوگ کہتے ہیں بہائیوں کو بہت کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ کامیابی مال و دولت کو جمع کر لینے یا بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لینے کا نام نہیں۔ رسول کریم ﷺ کو ۱۳ سال میں اتنے ماننے والے نہ ملے تھے جتنے مسیلمہ کذّاب کو دو ماہ میں مل گئے تھے۔ ۱۳ سال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی تعداد کا اندازہ اسّی سے اڑھائی سَو تک کیا جاتا ہے۔ مگر مسیلمہ کے ساتھ دو تین ماہ میں ایک لاکھ کے قریب لوگ ہو گئے تھے۔ تو یہ کامیابی نہیں ہوتی بلکہ کامیابی یہ ہوتی ہے کہ جس مقصد کو لے کر کوئی کھڑا ہو وہ پورا ہو جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے مسلمانوں پر یہ احسان کیا کہ انہیں مال و دولت دی۔ اب اگر کوئی کہے یہ کیا احسان ہے ڈاکو اور لُٹیرے بھی تو مال حاصل کر لیتے ہیں ان میں فرق کیا ہے؟ یہ کہ مسلمانوں کو جو کامیابی حاصل ہوئی وہ ان کے دین کے ساتھ ہوئی۔

وہ جس مقصد کے لئے کھڑے ہوئے تھے وہ ان کو حاصل ہوا اور ساتھ ہی اور بھی انعام حاصل ہوئے اگر مسلمانوں کو صرف مال و دولت ملتی، سلطنت و حکومت حاصل ہوتی، مگر دین نہ حاصل ہوتا تو یہ قطعاً ان کی کامیابی نہ سمجھی جاتی۔ ہاں اگر رسول کریم ﷺ یہ فرماتے کہ میں دولت جمع کرنے یا سلطنت قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور یہ ہو جاتا تو اسے کامیابی سمجھا جاتا مگر آپؐ نے جو کچھ کہا وہ یہ تھا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے تعلیم لایا ہوں اسے میں دنیا میں پھیلاؤں گا یہ تعلیم جب پھیل گئی تو معلوم ہوا آپؐ کو کامیابی حاصل ہوگئی اور آپؐ کامیاب ہو گئے۔

اسی اصل کو مدنظر رکھ کر ہم بہائیوں کو دیکھتے ہیں۔ بہاء اللہ کا منشاء یہ تھا کہ شریعت کی نئی کتاب اور نئی تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔ اسلام کو اور قرآن کو (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) مٹا دیں اور اس کی جگہ بہائیت کو قائم کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے نئی تعلیم پیش بھی کی۔ بارہ کی بجائے انیس مہینے رکھے، دنوں کے نام الگ مقرر کئے، نمازیں تین کر دیں، عبادت کا طریق بدل دیا، آیات نئی بنالیں، زنا کی سزا ۹۱ مثقال سونا رکھی۔ یہ اور بات ہے کہ اس قسم کی باتیں غیر معقول ہوں اگر کوئی غریب زنا کا مرتکب ہو تو اس کے لئے اتنا سونا دے دینا مشکل ہے اور اگر کوئی امیر مرتکب ہو تو وہ گویا اتنا سونا دے کر اس کا بار بار ارتکاب کرتا رہے۔ اِس وقت مَیں اِس تعلیم کی خوبی یا عدم خوبی کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کئی قسم کے نئے احکام پیش کئے گئے ہیں۔ یہ احکام اگر دنیا میں چل جاتے، ان پر عمل کرنے والی کوئی جماعت ہوتی اور دنیا میں انہیں مقبولیت حاصل ہو رہی ہوتی تو سمجھا جاتا کہ بہائی کامیاب ہو رہے ہیں۔ مگر اور تو اور بہاء اللہ کے بیٹے نے بھی کبھی ان احکام پر عمل نہ کیا۔ عبدالبہاء آخری عمر تک مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا رہا اور قرآن کا درس دیتا رہا حالانکہ وہ بہاء اللہ کا جانشین تھا۔ جب اس کا جانشین بھی اس کے احکام پر عمل نہ کر سکا تو کسی اور نے کیا کرنا تھا۔ یہاں تک یہ لوگ دھوکا دیتے ہیں کہ ایک شامی جو ہمارے مدرسہ میں پڑھاتے ہیں اب تک نہیں مانتے کہ عبدالبہاء مسلمان نہ تھے۔ ان کے باپ سے ان کا دوستانہ تھا ان کے پاس آتے جاتے تھے اور ہر طرح اپنے آپ کو مسلمان اور اسلامی عقائد کا پابند ظاہر کرتے تھے۔ پس جس تعلیم کا چرچا ہی نہیں خود اس کے پھیلانے والوں نے اسے مانا ہی نہیں اسے پیش کرنے والے کو کیا کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ جتھہ بنالینا کوئی کامیابی نہیں۔ مگر میں تو کہتا

ہوں یہ بھی غلط ہے کہ ان کا کوئی بڑا بھاری جتھہ ہے۔ باب کو دعویٰ کئے اسّی سال سے زاید ہو گئے ہیں اس عرصہ میں ان کی جو جماعت قائم ہوئی اس کا مقابلہ جماعتِ احمدیہ کی چالیس سال میں پیدا شُدہ تعداد سے کر لیا جائے۔

باقی ان لوگوں کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں مگر ان کا پتہ مقابلہ سے لگ سکتا ہے ان میں سات آدمیوں کی قربانی بہت مشہور ہے۔ مگر بات یہ ہوئی کہ اُڑتیس آدمی پکڑے گئے تھے جن میں سے اکتیس تائب ہو کر چھوٹ گئے اور صرف سات باقی رہے۔ مگر ہماری جماعت کے پانچ آدمی پکڑے گئے جن میں سے ایک نے بھی صداقت کا انکار نہ کیا اور خوشی سے جان دے دی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عبدالرحمٰن صاحب، صاحبزادہ عبداللطیف صاحب، نعمت اللہ خاں صاحب، نور علی صاحب، عبدالحکیم صاحب۔ یہ پانچوں علیحدہ علیحدہ موقعوں پر گرفتار ہوئے مگر ہر ایک نے اپنے عقائد کو صاف صاف بیان کر دیا۔ انہیں عقائد کا تھوڑا بہت انکار کرنے پر بھی چھوڑ دینے کے لئے کہا گیا مگر انہوں نے قطعاً گوارا نہ کیا کہ بال بھر بھی اپنے عقائد سے علیحدہ ہوں اس کی بجائے یہ پسند کیا کہ کال کوٹھڑیوں میں انہیں بند کیا جائے، بھوکا پیاسا رکھا جائے، بہت وزنی آہنی زنجیریں پہنائی جائیں، ناک میں نکیل ڈال کر بازاروں میں گھسیٹا جائے اور پتھر مار مار کر شہید کر دیا جائے۔ آخر مرتے وقت بھی یہی دعا ان کی زبان پر تھی خدا تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔

بہائی ان لوگوں کو تو پیش کرتے ہیں جو ان میں سے مارے گئے مگر یہ کبھی نہیں بتاتے کہ انہوں نے کتنے بے گناہوں کے خون بہائے۔ بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں جن میں بہائیوں نے دوسروں کو قتل کیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو مظلوم کہتے کہتے نہیں تھکتے مگر یہ نہیں بتاتے کہ خود انہوں نے کتنے مظالم کئے۔ اس کے مقابلہ میں احمدی جماعت کا کوئی ظلم ثابت نہیں کیا جا سکتا حالانکہ ہماری جماعت کے لوگوں نے مخالفین سے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں۔ کبھی کسی لڑائی میں کسی احمدی کے ہاتھ سے کسی کو چوٹ لگ گئی ہو تو یہ اور بات ہے ورنہ احمدیوں نے کسی پر حملہ نہیں کیا احمدیت کا چہرہ اس داغ سے بالکل صاف ہے۔ پس کسی صورت میں بھی بہائیت احمدیت پر غالب نہیں آ سکتی۔ رہا یہ کہ کوئی بہائیت کی حمائت میں مباہلہ کرنے کے لئے تیار رہے۔ اوّل تو اس کے بغیر ہی ثابت ہے کہ کسے خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت حاصل ہے۔ لیکن اگر کوئی مباہلہ کرنا چاہے اور اس کی ایسی پوزیشن ہو جو مذہبی لحاظ سے کچھ اثر رکھتی ہو تو اس سے ایک دفعہ نہیں بلکہ ہزار دفعہ ہم مباہلہ کے لئے تیار

ہیں۔اس میں ہمارے لئے کوئی ڈر کی بات نہیں اور ہم قبل از وقت کہہ سکتے ہیں کہ جو بھی احمدیت کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا تباہ و برباد ہو جائے گا۔

کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کا مقابلہ بہاء اللہ سے کیا جائے۔مگر یہ بالکل غلط طریق ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا تھا لیکن بہاء اللہ نبوت کا منکر تھا پھر مقابلہ کے کیا معنی۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے چنبیلی کے پتے کا کیکر کے پتہ سے مقابلہ کیا جائے۔یا کہے محمد ﷺ کا مقابلہ ایڈیسن سے کیا جائے۔ایسے شخص کو کہا جائے گا نادان! ایڈیسن ایک موجدّ تھا اور رسول کریم ﷺ نبی تھے پھر موجد اور نبی کا مقابلہ کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مأمور ہوں مجھ پر ایمان لائیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔اپنی صداقت کا کوئی ثبوت دیں۔ وزیر پاس بیٹھا تھا اس نے کہا میں اسے قابو کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ ایک خاص قسم کا تالا لے آیا جو آسانی سے نہ کھل سکتا تھا اور اس کے سامنے رکھ کر کہنے لگا اسے کھول دو تو ہم تمہیں سچا سمجھ لیں گے۔اس نے بادشاہ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا میں اسے بے وقوف سمجھوں یا آپ کو جنہوں نے ایسے شخص کو وزیر بنا رکھا ہے۔ میں نے اعلیٰ درجہ کا لوہار ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ مأمور ہونے کا کیا ہے اور مأمور کی صداقت کا پتہ تالا کھولنے سے نہیں لگایا جا سکتا۔پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ دعویٰ ہی نہیں جو بہاء اللہ کا ہے تو پھر ان کا مقابلہ کس بات میں کیا جا سکتا ہے۔ بہاء اللہ تو یہ کہتا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور قرآن منسوخ ہو گیا ہے۔مگر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اتباع اور رسول کریم ؐ کی تابعداری میں اب بھی نبی آ سکتا ہے ہاں کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو قرآن کو منسوخ کرے اور شریعتِ اسلامیہ کو بدل دے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہاء اللہ کا کیا مقابلہ کیا جا سکتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ نبوت کا بالکل خاتمہ ہو گیا اور رسول کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت منسوخ ہو گئی اور میں نئی شریعت لایا ہوں۔ پس وہ تو چیز ہی اور ہے جس کا بہاء اللہ کو دعویٰ ہے اور ہم تو نبوت سے اوپر خدائی کو ہی سمجھتے ہیں۔نبوت کو بند کرنے کے بعد اس سے اوپر جس بات کا دعویٰ ہو وہ خدائی کا دعویٰ ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں بہاء اللہ کا دعویٰ خدائی کا دعویٰ نہ تھا مگر یہ غلط ہے ان کی بیعت فارم جو چھپی ہوئی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکی ہے اور آج تک کسی بہائی نے اس کا انکار نہیں کیا اس میں لکھا ہے۔

''اے غصنِ اعظم (بہاء اللہ کے بیٹے عبدالبہاء) مَیں عاجزی سے اقرار کرتا ہوں۔ خدائے قادرِ مطلق کے ایک ہونے کا جو میرا پیدا کرنے والا ہے میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک کنبہ قائم کیا۔ اور پھر یقین رکھتا ہوں اس کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے پر۔ اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت تُجھ کو دے دی ہے اے غصنِ اعظم! جو اس کا نہایت ہی سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے۔''

اس کے متعلق کہا جاتا ہے جس طرح قرآن میں آیا ہے۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی [2] اسی طرح کے وہ فقرات ہیں جو بہاء اللہ نے بیان کئے یا ان کے متعلق کہے گئے مگر ان میں اور اس میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ تو کہہ سکتے ہیں بادشاہ کے قائمقام جو کام کرتے ہیں وہ بادشاہ کا ہی کام ہوتا ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں جو کام کرتا ہے وہ بادشاہ کا ہی کام کرتا ہے ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ قائمقام بن کر کام کرنا اور بات ہے اور خود بخود کسی کام کے کرنے کا دعویٰ کرنا اور بات ہے۔ کہا جاتا ہے مجازی طور پر بہاء اللہ نے اپنے آپ کو خدا قرار دیا ہے مگر مجاز کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ایک بے وقوف کو مجازاً گدھا کہا جا سکتا ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ اُس کی دُم بھی ہے چار ٹانگیں بھی ہیں تو اسے کون مجاز کہہ سکتا ہے یہ تو سچ مچ کے گدھے کی علامات ہیں۔ پس مجاز کے لئے کوئی دلیل اور قرینہ ہونا چاہئے۔ ورنہ اگر کوئی شخص دودھ لائے اور کہے میری اس سے مراد ڈبل روٹی ہے تو کون اس کی اس بات کو مجاز تسلیم کرے گا۔ پس جب صاف لکھا ہے کہ خدا دنیا میں انسانی شکل میں آیا اس نے کنبہ قائم کیا اور وہ اپنے بیٹے عبدالبہاء کو اپنی بادشاہت دے کر چلا گیا تو اسے کون مجاز کہہ سکتا ہے۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے فقرے پائے جاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے ایک دفعہ دو شخصوں کا جھگڑا بہاء اللہ کے سامنے پیش ہوا۔ ایک کہتا تھا بہاء اللہ خدا ہے ان کے سوا کوئی خدا نہیں۔ دوسرا کہتا تھا کہ ظل اللہ ہیں۔ بہاء اللہ نے کہا تم دونوں ٹھیک کہتے ہو۔ ایک امریکن بہائی ایم۔ ایچ فِلپس نے اپنی کتاب سوانح و تعلیماتِ عبدالبہاء کے صفحہ ۱۳۵ میں لکھا ہے مجھے عبدالبہاء اور اس کی بہن نے بتایا کہ ظل اللہ کے معنے ہیں خدائی کے مرتبہ پر پہنچا ہوا انسان۔ اس سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ اپنے آپ کو خدا بشکلِ انسان قرار دیتا ہے۔

پھر جتنی کتابیں بہاء اللہ کی ہیں ان پر لکھا ہوتا ہے ''وحی کی بہاء اللہ نے'' کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں انسانوں کی طرف وحی کرتا ہوں بلکہ یہ خدا ہی کہہ سکتا ہے کیونکہ وہی وحی کرتا ہے۔ مگر ان کی کتابوں پر لکھا ہوتا ہے۔''وحی کی بہاء اللہ نے'' میرے پاس یہاں انکی ایک کتاب کا انگریزی ترجمہ موجود ہے جو دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے اس پر یہی لکھا ہے۔ یہ بہائیوں نے ہی شائع کی ہے اصل کتابیں مرکز میں موجود ہیں۔

کہا جاتا ہے بہاء اللہ تو خود خدا سے دعائیں مانگتا ہے پھر وہ خدائی کا دعویٰ کیونکر کر سکتا تھا؟ مگر یہ دھوکا ہے عیسائی یسوع مسیح کو خدا مانتے ہیں یا نہیں۔ پھر ان کی کتابوں میں لکھا ہے یا نہیں کہ یسوع مسیح خدا سے دعائیں مانگتے تھے۔ بات یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدہ کے لحاظ سے جس قسم کا خدا سمجھتے ہیں ویسا بہاء اللہ کو مانتے ہیں۔ ہمارے عقیدہ کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کی جو صفات ہیں ویسا نہیں مانتے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مجسّم ہو کر دنیا میں نہیں آ سکتا۔ کھانا' پینا' سونا' بیمار ہونا' تکلیف اٹھانا خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں خدا انسان کی شکل اختیار کر کے دنیا میں آ سکتا ہے وہ کھا پی سکتا ہے' قید ہو سکتا ہے' تکالیف اُٹھا سکتا ہے ان کے نزدیک یہ باتیں خدا کی شان کے خلاف نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں یہ جسمانی حالت ہوتی ہے جو الوہیت کے منافی نہیں ہے۔ غرض ان کے نزدیک خدا مجسم ہو کر دنیا میں آ سکتا ہے اور جب مجسم ہو سکتا ہے تو کھا پی بھی سکتا ہے' تکالیف بھی اٹھا سکتا ہے۔ پس ان کے اس عقیدہ کے لحاظ سے بہاء اللہ کے دعویٰ کو پرکھا جائے گا۔ ان کا عیسائیوں جیسا عقیدہ ہے کہ کھانے پینے' سونے جاگنے اور دکھ اٹھانے والا خدا مانتے ہیں۔ وہ ان باتوں کے باوجود خدا سمجھتے ہیں چنانچہ بہاء اللہ کی قبر پر سجدہ کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں میں سے بھی بعض لوگ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں۔ کیونکہ قبروں پر سجدہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اسلام سے ناواقف اور جاہل ہیں۔ یہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ رسول کریم ﷺ کی قبر پر حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ یا اور صحابہؓ نے کبھی سجدہ کیا مگر بہاء اللہ کی قبر پر عبد البہاء سجدہ کرتے تھے' چڑھاوے چڑھاتے تھے اور اب بھی ایسا ہی کرتے ہیں چنانچہ عبد البہاء کی کتابوں میں یہ باتیں موجود ہیں۔ یہ باتیں اگر بہت عرصہ کے بعد ان میں پائی جاتیں تو کہا جا سکتا کہ لوگوں نے غلطی سے اختیار کر لیں مگر وہ تو بہاء اللہ کے مرنے کے معاً بعد ان کے مرتکب ہونے لگ گئے اور کسی نے اس سے نہ روکا۔

غرض بہت سے واقعات سے ثابت ہے کہ یہ لوگ عیسائیت کے رنگ کا بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں مگر لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کہتے ہیں ایسا نہیں مانتے جیسا مسلمان مانتے ہیں۔ ایسا خدا وہ بہاء اللہ کو مان ہی کس طرح سکتے ہیں مَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِہٖ [۳] کے مصداق بن کر خدا تعالیٰ کی اصل شان نہیں سمجھتے۔ اسی لئے انہیں بہاء اللہ کو خدا بنانے کا دھوکا لگا ہے ورنہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی صحیح شان سمجھ سکتے تو کبھی بہاء اللہ کو خدا تسلیم نہ کرتے۔ چونکہ یہ لوگ اسلام کی بتائی ہوئی تعریف کے خلاف خدا تجویز کرتے ہیں اس لئے اس کے بیوی بچے بھی قرار دیتے ہیں۔ اس کے لئے کھانا پینا بھی ضروری سمجھتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں خیال کرتے۔

پس یہ دھوکا ہے جو بہائیوں کی طرف سے دیا جاتا ہے کہ بہاء اللہ خدائی کا دعویدار نہیں تھا۔ بے شک اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اس جیسا خدا ہونے کا بہاء اللہ نے دعویٰ نہیں کیا مگر عیسائیت والا خدا ہونے کا دعویٰ ضرور کیا ہے۔ جو باتیں بہائی بہاء اللہ کے خدائی کا دعویدار نہ ہونے کے متعلق پیش کرتے ہیں وہی یسوع مسیح کے متعلق دکھائی جا سکتی ہیں۔ وہی ان ہندوؤں میں دکھائی جا سکتی ہیں جو حضرت کرشن کو خدا قرار دیتے ہیں مگر باوجود اس کے عیسائی حضرت مسیح کو اور ہندو حضرت کرشن کو خدا قرار دیتے ہیں۔

غرض یہ محض ان لوگوں کا دھوکا ہے جو ناواقف لوگوں کو دیتے ہیں۔ ان کی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں ان سے یہ باتیں ثابت کی جا سکتی ہیں باقی اپنی کامیابی اور تعداد کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں اس میں ننانوے فیصدی جھوٹ ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اگر کسی ملک میں دس لاکھ بہائی بتائیں تو وہاں دس بھی مشکل سے ہوں گے۔ امریکہ میں کہتے ہیں پچپن لاکھ بہائی ہیں اور اب تو ان کے اندازہ کے لحاظ سے ڈیڑھ کروڑ ہو گئے ہوں گے مگر حقیقت یہ ہے کہ پندرہ ہزار بھی نہیں مل سکتے۔ صرف اخباروں کے خریدار ہو جانے کے یہ معنی نہیں کہ وہ لوگ بہائی بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے اخباروں کے بھی کئی ہندو، سکھ اور غیر احمدی خریدار ہیں۔ پھر ان کے ہاں چندہ مقرر ہے گو اتنا نہیں جتنا ہماری جماعت کا ہے اور باوجودیکہ بہاء اللہ نے سب مال بیٹوں کیلئے رکھا ہے مگر ان کی حالت دیکھی ہے بہت کمزور ہے۔ ان کا ایک بھی مدرسہ نہیں ان کے اپنے بچے سرکاری مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جا رہے تھے۔ چونکہ لوگ ان کے حالات سے واقفیت نہیں رکھتے اس لئے وہ باتیں بناتے رہتے ہیں حالانکہ اس قسم کی باتیں بالکل دیانت داری کے خلاف

ہیں۔ انکی بہت ساری کتابیں ہمارے پاس ہیں اور کتاب اقدس کا خلاصہ تو یہاں بھی میرے پاس ہے جس کا اصل سے مقابلہ کرلیا گیا ہے۔

پس احمدیت اور بہائیت کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ ہم ان کو یہاں بھی شکست دے سکتے ہیں اور وہاں ان کے ملک میں بھی اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو تھوڑے دنوں میں ایران میں بھی ان کو شکست ہوگی جو ان کا مولد ہے۔ تفصیلات میں پڑنے کا یہ موقع نہیں اس لئے جو کچھ ان کی کتابوں میں درج ہے اس میں سے اس وقت بہت کم بتایا جاسکا ہے۔ مفصّل اصل کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ بہاء اللہ نے اپنی کتاب اقتدار صفحہ ۱۳۰ میں لکھا ہے۔ وَنَفْسِیْ عِنْدِیْ عِلْمُ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ [۲] مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ مجھے گذشتہ اور آئندہ سب کا علم ہے۔ لیکن ایک دوسری جگہ خود ہی لکھتے ہیں۔ فلاں شخص نے ہمارے خلاف کتاب لکھی ہے لیکن وہ کتاب چونکہ ملی نہیں اس لئے ہم اس کا جواب نہیں دے سکے حالانکہ جب انہیں آئندہ کا بھی علم تھا تو چاہیئے تھا کتاب لکھی جانے سے بھی پہلے اس کے متعلق انہیں پورا پورا علم ہوجاتا مگر یہ کہ کتاب کے شائع ہوجانے پر بھی نہ ہوا۔ باقی ان کے اخلاق کی حالت یہ ہے کہ خود بہاء اللہ اور ان کا خلیفہ جو عبدالبہاء بتایا جاتا ہے وہ صبحِ ازل کو سخت گالیاں دیتے رہے ہیں اور اس کا نام ہی شیطان رکھ دیا تھا حالانکہ صبحِ ازل وہ ہے جسے باب نے اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ بہاء اللہ صبحِ ازل کے سیکرٹری تھے۔ وہ صبحِ ازل کا نام نہیں لیتے بلکہ شیطان کہتے ہیں یہ اگر گالی نہیں تو نہ معلوم اگر گالیوں پر اُتر آتے تو کیا کرتے۔ ہمارے بہت بڑے دشمنوں میں سے ایک مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں مگر ہم عام طور پر انہیں مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کہتے ہیں۔ لیکن وہ صبحِ ازل کو جو باب کا خلیفہ اور خود ان کا مقرر کیا ہوا تھا شیطان کے نام سے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں انہیں اس لئے خلیفہ مقرر کیا گیا تھا تا کہ دشمنوں کو دھوکا لگے اور وہ بہاء اللہ کو نہ پکڑسکیں ورنہ باب کے اصل قائمقام بہاء اللہ ہی تھے۔ خواہ کچھ ہو بہر حال صبحِ ازل باب کا قائمقام تھا مگر اس کا نام شیطانِ لعین کے سوا نہیں لیا جاتا۔ غرض ان کے متعلق اس قسم کی باتیں تحقیق سے معلوم ہوسکتی ہیں۔ یہاں بھی ہمارے پاس ان کا کچھ لٹریچر ہے۔ مؤمن کا کام ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے سے قبل تحقیق کرے اور پھر نتیجہ پر پہنچے سُنی سنائی باتوں پر یقین کر لینا دیانت داری کے خلاف ہے۔

باقی رہا مباہلہ۔ سو اگر کسی میں جرأت ہے تو اتنا ہی شائع کر دے کہ مرزا صاحب کی

فلاں فلاں پیشگوئیاں جھوٹی نکلی ہیں اگر میں یہ جھوٹ کہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو اتنا ہی کافی ہے اسی سے فیصلہ ہو جائے گا۔

ہمارے نزدیک تو سب ہی اللہ کے بندے ہیں اس لئے ہم یہی دعا کرتے ہیں خدا تعالیٰ سب کو ہدایت دے اور ان لوگوں کو بھی ہدایت دے جو اس دیدہ دلیری سے اعتراض کرتے ہیں کہ وہ مغضوب بنا دیتی اور تباہ کر دیتی ہے۔ (الفضل ۳۔ ستمبر ۱۹۲۹ء)

---

۱ الطور:۴ ۲ الانفال: ۱۸ ۳ الحج: ۷۵

۴ اقتدارِ بہاء مصنفہ بہاء اللہ صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ ۱۳ رجب ۱۳۱۰ھ